

# عضدیہ

ادارہ ترویج تصوف بہ مطابق قرآن و سنت ، عقائد اہلسنت و الجماعت

## وسیلہ و توسل

عقیدہ اہل سنت و الجماعت

تالیف و ترتیب

محمد جنید خان

ای میل: Junaid.Khan1962@gmail.com

موبائل فون نمبر: 00923003518567

## عضدیہ انٹرنیشنل

مقصد: حدیث جبریل میں بیان کئے گئے "مقام احسان" کے حصول کی کوشش

طریقہ: مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروق سربندی کے سلسلہ تصوف "مجددیہ نقشبندیہ" کی تعلیم بذریعہ متعین نصاب (تسبیحات، درود شریف، ذکر و انکار، مراقبات)

انتساب

حضرت محمد عضد الدین خانؒ کے نام،

حضرت کے وسیلہ و توسل سے

میں اس رسالہ کی تالیف و ترتیب کے قابل ہوا

محمد جنید خان

اس زمان طوفان بے تمیزی میں مدت سے سنا جا رہا ہے کہ ایک فریق تو تسل اولیاء کے بہانہ سے غیر اللہ سے ہر قسم کی امداد اور استغاثہ و التجا کا معتقد ہو رہا ہے تو دوسرا فریق ہر قسم کے تو تسل انبیاء و اولیاء کو شرک کہہ کر بے شمار صلحاء امت کی شان میں گستاخانہ پیش آرہا ہے۔ غرض افراط و تفریط کی گرم بازاری کی وجہ سے دونوں فریق حقیقت مسئلہ سے بالکل بے خبر ہیں۔ (اضافی نوٹ: یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ اللہ سُبحانہ و تعالیٰ سے براہ راست مانگنا چاہئے، اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے مانگنے کے لئے کسی درمیانی واسطے، وسیلے اور تو تسل کی ضرورت نہیں۔) تو تسل بالانبیاء و الاولیاء، جمہور اہل سنت والجماعت کے نزدیک عموماً اور بزرگان دیوبند کے نزدیک خصوصاً جائز و مستحسن ہے۔ مگر بعض لوگ افراط کی راہ چل کر تو تسل کی طرح غیر مشروع استعانت لغیر اللہ کو جائز اعتقاد کرنے لگے ہیں، اور بعض غیر مشروع استعانت لغیر اللہ کی طرح تو تسل بالانبیاء و الاولیاء کو بھی شرک و ناجائز کہنے لگے ہیں۔ اس لئے محض دینی خیر خواہی کی غرض سے قرآن و حدیث اور سلف صالحین کے اقوال کی روشنی میں تو تسل و استعانت کے متعلق مختصر مضمون جمع کر کے راہ اعتدال کو واضح کیا گیا ہے تاکہ منصف مزاج ناظرین سلف صالحین کی معتدل راہ اختیار کر کے افراط و تفریط سے بچیں۔ اور بزرگوں سے صحیح ادب و احترام کا تعلق قائم رکھیں۔ (حوالہ: رسالہ خیر الوسیلہ از مولانا خیر محمد جالندھری)

## پہلا باب

### 1- قرآن کریم سے وسیلہ و تو تسل کا جواز

(الف) اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس تک پہنچنے کیلئے وسیلہ تلاش کرو۔ (المائدہ، آیت 35، آسان ترجمہ قرآن، مفتی محمد تقی عثمانی)

یہ آیت کریمہ وسیلہ و تو تسل کا قرآنی جواز ہے۔ اس سلسلے میں تفسیر مظہری سے قرآن پاک کی دو آیتوں کی تفسیر پیش ہے جو کہ وسیلہ کے بارے میں ہے۔ الوسیلہ سے مراد تقرب الہی ہے۔ حاکم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی قول بیان کیا ہے (حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کو صاحب السر رسول اللہ ﷺ کا خطاب ہے، یعنی وہ جن کو رسول کریم ﷺ راز بتایا کرتے تھے)۔ فریانی، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی یہی تفسیر نقل کی ہے۔ میں (قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ تقرب سے مراد ہے تقرب ذاتی جو ہر طرح کی (جسمانی و مادی) کیفیت سے بالاتر ہے۔ قاموس (عربی لغت) میں وسیلہ کے معنی ہیں تقرب شاہی، مرتبہ، درجہ، قربت، وسیلہ کے معنی ہیں۔ مزید، وسیلہ کے معنی ہیں کسی چیز تک رغبت کے ساتھ پہنچنا۔

حدیث میں آیا ہے کہ وسیلہ اللہ سُبحانہ و تعالیٰ کے ہاں ایک درجہ ہے، جس سے اونچا کوئی درجہ نہیں۔ تم اللہ سے دعا کرو کہ اللہ وہ درجہ مجھے عنایت فرمادے۔ یہ حدیث حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت سے امام احمد نے صحیح سند کے ساتھ نقل کی ہے۔

صحاح میں ہے کہ مسلم نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم موذن کو اذان دیتے سنو تو جو الفاظ وہ کہتا ہے ویسے ہی تم کہو، پھر (اذان کے بعد) مجھ پر درود پڑھو، جو شخص میرے لیے ایک بار دعائے رحمت کرے گا اللہ اس پر دس بار رحمت نازل فرمائے گا۔ پھر میرے لیے وسیلہ ملنے کی اللہ سے دعا کرو، جو میرے لیے وسیلہ عطا ہونے کی دعا کرے گا اس پر میری شفاعت حلال ہو جائے گی (یعنی اس کے لیے میری شفاعت کا دروازہ کھل جائے گا)۔

## ایک شب

احادیث سے ثابت ہے کہ وسیلہ ایک خاص درجہ ہے جس سے اونچا کوئی درجہ نہیں اور مختلف نصوص (احادیث) اور اجماع امت سے یہ بات ثابت ہے کہ وہ درجہ رسول کریم ﷺ کے لیے مخصوص ہے۔ پھر ہر شخص کو طلب گار وسیلہ ہونے کا حکم کسی طرح دیا گیا (ناممکن الحصول چیز کو مانگنے کا حکم لا حاصل ہے) اس حکم سے تو معلوم ہوتا ہے کہ مرتبہ وسیلہ پر پہنچنا دوسروں کے لیے بھی ممکن ہے۔

### جواب از تفسیر مظہری، قاضی ثناء اللہ پانی پٹی

میں کہتا ہوں رسول کریم ﷺ کے لیے مرتبہ وسیلہ تو براہ راست بغیر کسی دوسرے کے ذریعے کے مخصوص ہے لیکن رسول کریم ﷺ کی وساطت سے دوسرے اولیائے امت اور کاملین کے لیے بھی وہاں تک رسائی ممکن ہے۔ احادیث میں رسول کریم ﷺ کی وساطت سے مرتبہ وسیلہ تک کسی دوسرے کے پہنچنے کی نفی نہیں کی گئی صرف رسول کریم ﷺ کی ذاتی خصوصیت کو ظاہر کیا گیا ہے۔ اس مقام کی زیادہ تفصیل و توضیح کے لیے دیکھئے مکتوبات حضرت شیخ مجدد الف ثانی۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ لفظ وسیلہ کا اطلاق تمام مراتب پر عموماً کیا گیا ہو (قرب الہی کا ہر درجہ وسیلہ ہو) اور رسول کریم ﷺ نے جس وسیلے کی اپنے لیے مخصوص طور پر طلب فرمائی وہ تمام مراتب قرب میں چوٹی کا درجہ ہو۔ واللہ اعلم

### فائدہ

رغبت اور محبت وسیلہ کے مفہوم میں داخل ہے۔ جوہری نے صحاح میں یہی صراحت کی ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مراتب قرب کی ترقی بغیر محبت کے ناممکن ہے، اس کی تائید حضرت مجدد قدس سرہ کے اس قول سے ہوتی ہے کہ (نظری) سیر مرتبہ لائقین (اطلاق) میں جو قرب کا سب سے بڑا درجہ ہے اس سے اونچا کوئی درجہ نہیں اور اسی مرتبہ کو بطور رسول کریم ﷺ نے اس ارشاد میں ظاہر فرمایا ہے کہ میرے لیے اللہ کی معیت میں (یعنی اللہ کے قرب کے مرتبہ میں) ایک وقت ایسا بھی (آتا) ہے جس میں میرے ساتھ کسی مقرب فرشتے اور نبی مرسل کی بھی گنجائش نہیں ہوتی (یعنی تہا میں ہی اس وقت اس چوٹی کے مرتبہ پر فائز ہوتا ہوں) یہ سیر صرف محبت سے وابستہ ہے (یعنی اس سیر کا مدار صرف محبت پر ہے ترقی محبت ہی سے یہ مرتبہ سیر حاصل ہوتا ہے) اور محبت اتباع سنت کا ثمرہ ہے۔ پس سنت کی پوری پیروی اور ظاہری و باطنی اتباع سے ہی حضور کی وساطت سے یہ مرتبہ محبت حسب مشیت الہی حاصل ہو جاتا ہے۔

(ب) جن کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ تو خود اپنے پروردگار تک پہنچنے کا وسیلہ تلاش کرتے ہیں۔ (بنی اسرائیل، 57 آیت، آسان ترجمہ قرآن،

### مفتی محمد تقی عثمانی

وہ خود اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا قرب ایمان اور اطاعت کے ذریعہ سے چاہتے ہیں، بعض لوگ کہتے ہیں کہ وسیلہ خاص ہے اور وسیلہ عام، وسیلہ کا معنی ہے کسی چیز سے اتصال اور وسیلہ کا معنی ہے رغبت کے ساتھ کسی چیز تک پہنچنا وسیلہ الی اللہ سے مراد ہے علم و عمل کے لحاظ سے اللہ سُبحانہ و تعالیٰ کی قائم کی ہوئی راہ کی نگہداشت اور مکارم شریعت کے حصول کا ارادہ اور کوشش گویا وسیلہ الی اللہ کا مرادوی معنی ہو اقرب (الہی)۔ قاموس میں ہے کہ وسیلہ اور واسلہ بادشاہ کے دربار میں خاص مرتبہ درجہ قربت اور وسل الی اللہ تو سلا کا معنی ہے کہ ایسا عمل کیا کہ جس سے اللہ سُبحانہ و تعالیٰ کے قرب میں پہنچ گیا۔ ایہم اقرب ان کا جو ان میں سب سے زیادہ قرب (الہی) رکھتے ہوں۔ یعنی ان میں جو سب سے زیادہ قربت رکھنے والے ہیں وہ خود بھی وسیلہ کے طلب گار ہیں (قربت رکھنے والوں کا تو ذکر ہی کیا ہے)۔ (حوالہ: ابوالسحاق زجاج النحوی)۔ بعض اہل تفسیر نے اس طرح مطلب کیا ہے کہ وہ ایسے شخص کو طلب کرتے ہیں جو سب سے زیادہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا مقرب ہوتا ہے اس کا وسیلہ پکڑتے ہیں یا یہ مطلب ہے کہ وہ اقرب الی اللہ ہونے کی بڑی شدت سے خواہش رکھتے ہیں یعنی کثرت طاعت کے سبب اللہ کے مقرب ترین بندے ہو جانا چاہتے ہیں۔

## شاہ ولی اللہؒ سے وسیلہ کا ثبوت

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح اپنے عربی زبان میں نعتیہ کلام کے مجموعے "اطیب النعم" کے ابتدائی تعارفی کلمات میں اس طرح درود شریف تحریر فرماتے ہیں؛

### ابتدائیہ

الحمد للہ الذی علم الانسان ما لم یعلم والحمدہ اصناف العلوم والحکم و صلی اللہ علی سیدنا محمد شفیع المذنبین و وسیلۃ المقربین و علی اہلہ واصحابہ اجمعین

اما بعد

(بہ زبان فارسی)

می گوید فقیر ولی اللہ علی عنہ کہ مدح سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و نشر مناقب انحضرت و ذکر دلائل نبوت انجناب بہ شبہ مشتمل برکات و موجب درجات است و این فقیر موفق شد درین اثنا نظم قصیدہ بانیہ درین باب کہ بہ تتبع قصیدہ سواد بن قارب صحابی (رضی اللہ عنہ) سر برزده و آن قصیدہ بغایت بلیغہ است بر طور عرب اول بسمہ مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسیدہ و بقبول خاطر شریف مشرف شدہ و قصیدہ این ضعیف بر چند دران مرتبہ نیست کہ در جنب قصائد بلغاء بہ آن احتیاج کردہ شود و لیکن مشتمل است بر دلائل نبوت انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و اشارت میکند بجمہ آن مقاصد حمہ و خالی از بعض لطافت نیست و چون بعضی الفاظ قصیدہ خالی از غرابت نبود لازم آمد کہ بہ شرح آن بطریق ایجاز و اختصار کردہ شود مناسب چون می نماید کہ بر مقصدی را بفصلی متمیز کردہ آید و نام این قصیدہ اطیب النعم فی مدح سید العرب و النعم مقرر کردہ شود.

ترجمہ (اردو) :

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے میں نے انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا اور وہ ناو علم اور میں اس کے دل میں الہام کیں اور درود بھیجے اللہ تعالیٰ ہمارے آقا محمد پر جو گنہ گاروں کے شفیع اور مقربین کے وسیلہ ہیں اور آپ کی آل پر اور آپ کے جملہ صحابہ پر۔

اما بعد

فقیر ولی اللہ علی اللہ عنہ کہتا ہے کہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح اور آنحضور کے کمالات کا تذکرہ اور آنحضور کی نبوت کے دلائل کا بیان بلاشبہ بڑی برکات کا باعث ہے اور درجات کی بلندی کا سبب ہے۔ اسی اثنا میں اس فقیر کو بارگاہ الہی سے یہ توفیق ارزانی

حوالہ کتاب: قصیدہ اطیب النعم عربی از شاہ ولی اللہ رح، اردو ترجمہ پیر کرم شاہ الازہری، پبلشر ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور، پاکستان)

## تیسرا باب

جواز توسل بالصالحین کے متعلق ایک عجیب استدلال

علامہ سید انور شاہ صاحب کشمیریؒ کی تحقیق

اسی ضمن میں حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا پیش کردہ مندرجہ ذیل جواز توسل از حدیث مبارکہ بزبان حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ جو کہ حضرت حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ کی تحریر سے لیا گیا ہے ایک اور شافی جواز ہے۔

"اس وقت مرشدنا حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم بھی تشریف رکھتے تھے؛

مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت سید انور شاہ کشمیریؒ نے فرمایا کہ بخاری شریف میں روایت ہے کہ تین آدمی پہلی امت کے کہیں سفر کر رہے تھے کہ ایک پہاڑ کے غار میں آرام کرنے لگے اچانک ایک بڑا پتھر گر گیا، جس سے وہ تینوں اشخاص بند ہو گئے، نکلنے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ پھر ان لوگوں نے کہا کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے اپنے عمل صالح کے وسیلہ سے دعا کرے۔

ایک نے کہا اے اللہ! میں اپنے بوڑھے ماں باپ کو رات میں دودھ پلا کر سلاتا تھا، پھر اپنے اہل و عیال کو دیتا۔ لیکن ایک دن مجھے دیر ہو گئی۔ پس میں نے ان کو سوتا ہوا پایا اور میں دودھ کا پیالہ لے کر رات بھر کھڑا رہا۔ جب صبح کو بیدار ہوئے تو ان کو پلا دیا، پھر اپنے اہل و عیال کو پلا دیا۔ آپ جانتے ہیں کہ اگر یہ عمل میں نے صرف آپ کی رضا کے لیے کیا ہے تو اس کی برکت سے اس پتھر کی چٹان کو ہٹا دیجئے۔ بس وہ پتھر کسی قدر ہٹ گیا لیکن نکلنا ممکن نہ تھا۔

پھر دوسرے نے دعا کی کہ اے اللہ! میری ایک چچا زاد بہن تھی جو تمام لوگوں میں سب سے زیادہ میرے نزدیک محبوب تھی اس سے میں نے اپنا مطلب چاہا لیکن اس نے میری خواہش سے انکار کر دیا۔ پھر بعد مدت میرے پاس آئی اور کچھ رقم مانگی، میں نے اس کو ایک سو بیس دینار دیئے کہ وہ میری خواہش پوری کر دے، پس وہ راضی ہو گئی لیکن جب تنہائی میں اس پر پوری قدرت پائی تو اس نے کہا کہ میں تیرے لیے حلال نہیں ہوں۔ پس میں الگ ہو گیا اور چونکہ وہ مجھے دنیا میں سب سے زیادہ محبوب تھی اسلئے میں نے وہ دینار بھی اس سے واپس نہیں لئے۔ اے اللہ! آپ جانتے ہیں کہ اگر یہ کام میں نے صرف آپ کی رضا کے لیے کیا ہے تو آپ اس چٹان کو الگ فرما دیجئے۔ اس عمل کی برکت سے پتھر اور کسی قدر ہٹ گیا لیکن اب بھی ان اشخاص کا اس غار سے نکلنا ممکن نہ ہوا۔

پھر تیسرے شخص نے دعا کی کہ اے اللہ! میں نے مزدور رکھے تھے کسی کام کے لئے۔ سب کو مزدوری دے دی تھی ایک مزدور کی مزدوری باقی رہ گئی تھی اور وہ بغیر مزدوری لیے چلا گیا۔ میں نے اس کے اس مال کو بڑھایا۔ یہاں تک کہ جب ایک عرصے کے بعد وہ آیا اور اس نے مزدوری طلب کی تو میں نے کہا کہ یہ اونٹ اور بیل اور بکریاں اور غلام سب تیری ملکیت ہیں یعنی تیری مزدوری سے یہ سب ہیں۔ اس نے مذاق سمجھا لیکن جب میں نے پیش کر دیا تو وہ سب لے کر چلا گیا۔ اے اللہ! اگر یہ عمل میں نے صرف آپ کی رضا کے لئے کیا ہے تو اس کی برکت سے یہ پتھر ہٹا دیجئے۔ پس وہ پتھر اور ہٹ گیا لیکن اب ان کے لیے اتنی جگہ بن گئی تھی کہ باسانی وہ اشخاص اس غار سے باہر آ گئے اور اس غم سے نجات پا گئے۔

پس اعمال صالحہ سے دعائیں توسل جب بخاری شریف سے ثابت ہے تو اسی حدیث سے استدلال کرتا ہوں کہ یہ اعمال صالحہ تو قالب کے اعمال ہیں اور اہل اللہ اور مقبولان بارگاہ حق سے ہم کو جو محبت ہے یہ قلب کا عمل ہے اور قلب کا عمل قالب کے عمل سے افضل ہے کیونکہ قلب جو ارح کا بادشاہ ہے۔ لہذا درجہ اولیٰ اعمال قلب یعنی محبت مشائخ کا واسطہ اور وسیلہ دعائیں جائز ہے۔ کیونکہ بزرگوں کا وسیلہ دراصل اس محبت کا وسیلہ ہے جو

ہمارے قلوب کو ان کے ساتھ ہے۔ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب بھی حضرت مولانا محمد یوسف بنوری کے اس استدلال سے بہت مسرور ہوئے" (کشکول معرفت، از حکیم محمد اختر رحمۃ اللہ علیہ صفحہ 37)

## رسالہ خیر الوسیلہ (حصہ اول)

از مولانا خیر محمد جالندھری

بعد الحمد والصلوة.

توسل بالانبیاء والاولیاء، جمہور اہل سنت والجماعت کے نزدیک عموماً اور بزرگان دیوبند کے نزدیک خصوصاً جائز و مستحسن ہے۔ مگر بعض لوگ افراط کی راہ چل کر توسل کی طرح غیر مشروع استعانت لغیر اللہ کو جائز اعتقاد کرنے لگے ہیں، اور بعض غیر مشروع استعانت لغیر اللہ کی طرح توسل بالانبیاء والاولیاء کو بھی شرک و ناجائز کہنے لگے ہیں۔ اس لئے محض دینی خیر خواہی کی غرض سے قرآن و حدیث اور سلف صالحین کے اقوال کی روشنی میں توسل و استعانت کے متعلق مختصر مضمون جمع کر کے راہ اعتدال کو واضح کیا گیا ہے تاکہ منصف مزاج ناظرین سلف صالحین کی معتدل راہ اختیار کر کے افراط و تفریط سے بچیں۔ اور بزرگوں سے صحیح ادب و احترام کا تعلق قائم رکھیں۔

### اہم سوالات

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں:

- 1- توسل بالانبیاء والاولیاء کی حقیقت کیا ہے؟
- 2- انبیاء علیہ السلام اور اولیاء عظام اور صلحاء کرام کے توسل سے اللہ سُبحانہ و تعالیٰ سے دعا مانگنا کیسا ہے۔ خواہ وہ اس عالم دنیا میں زندہ ہوں یا وصال فرما چکے ہوں خواہ ان کی ذوات سے توسل کیا جائے یا ان کے اعمال سے۔ ایسا توسل جائز ہے یا حرام یا شرک؟
- 3- اکابر علماء دارالعلوم دیوبند کا مسلک توسل کے متعلق کیا ہے؟

### سوال نمبر 1 کا جواب

توسل کی حقیقت : مجدد الملت حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی چشتی حنفی قدس سرہ العزیز جائز توسل کی حقیقت کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں۔

(الف) کسی شخص کا جو جاہ (قبولیت) ہوتا ہے اللہ کے نزدیک اس جاہ کی قدر اس پر رحمت متوجہ ہوتی ہے۔ توسل کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اے اللہ جتنی رحمت اس پر متوجہ ہے۔ اور جتنا قرب اس کا آپ کے نزدیک ہے۔ اس کی برکت سے مجھ کو فلاں چیز عطا فرما۔ کیونکہ اس شخص سے تعلق ہے۔ اسی طرح اعمال صالحہ کا توسل آیا ہے حدیث میں بھی اس کے یہی معنی ہیں کہ اس عمل کی جو قدر حق تعالیٰ کے نزدیک ہے۔ اور ہم نے وہ عمل کیا ہے۔ اے اللہ بہ برکت اس عمل کے ہم پر رحمت ہو (انفاس عیسیٰ صفحہ 18)

(ب) اور حاصل توسل فی الدعاء کا یہ ہے کہ اے اللہ فلاں بندہ آپ کا مورد رحمت ہے۔ اور ہم اس سے محبت اور اعتقاد رکھتے ہیں۔ پس ہم پر بھی رحمت فرما۔ (نثر الطیب صفحہ 248)

(ج) توسل کی حقیقت یہ ہے کہ اے اللہ فلاں شخص میرے نزدیک آپ کا مقبول ہے اور مقبولین سے محبت رکھنے پر آپ کا وعدہ محبت ہے۔ المرء مع من احب " پس میں آپ سے اس رحمت کو مانگتا ہوں۔ پس توسل میں یہ شخص اپنی محبت کو اولیاء اللہ کے ساتھ ظاہر کر کے اس محبت پر رحمت و ثواب مانگتا ہے اور محبت اولیاء کا موجب رحمت و ثواب ہونا نصوص سے ثابت ہے۔ (انفاس عیسیٰ صفحہ 41)



## سوال نمبر 2 کا جواب

حضرات انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ عظام اور صلحاء کرام کے وسیلہ سے اللہ سُبحانہ و تعالیٰ سے دعا مانگنا شرعاً جائز بلکہ قبولیت دعا کا ذریعہ ہونے کی وجہ سے مستحسن و افضل ہے۔ قرآن و احادیث کے اشارات و تصریحات سے اس قسم کا توسل بلاشبہ ثابت ہے۔

### (i) قرآن مجید سے توسل کا ثبوت

حق تعالیٰ فرماتے ہیں:

اور جب ان کے پاس اللہ کی طرف سے وہ کتاب آئی (یعنی قرآن) جو اس (تورات) کی بھی تصدیق کرتی ہے جو پہلے سے اُن کے پاس ہے (تو ان کا طرزِ عمل تو دیکھو!) باوجود یہ خود شروع میں کافروں (یعنی بت پرستوں) کے خلاف (اس کتاب کے حوالے سے) اللہ سے فحش کی دعائیں مانگا کرتے تھے۔ (سورہ البقرہ آیت 89، آسان ترجمہ قرآن، مفتی محمد تقی عثمانی)

وضاحت: "الاستفتاحون" کا مصدر "استفتاح" ہے۔ اس کے ایک معنی ہیں مدد طلب کرنا۔ علامہ شوکانی تفسیر فتح القدیر صفحہ 95 جلد 1 میں لکھتے ہیں: والافتاح والاستنصار۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی بعثت سے پہلے اہل کتاب میں سے بنی قریظہ اور بنی نضیر اپنے فریق مقابل اوس و خزرج پر فتح طلب کرنے میں آنحضرت کے وسیلہ سے اللہ سُبحانہ و تعالیٰ سے دعا کیا کرتے تھے اور یوں کہا کرتے تھے: اے اللہ ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں اس آخر الزمان نبی کے طفیل جس کی بعثت کا تو نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے۔ یہ کہ ہمارے دشمن پر آج ہمیں مدد عطا فرما۔ وہ مدد دیے جاتے (یعنی ان کی یہ دعا قبول ہوتی اور وہ غالب آجاتے)۔ (تفسیر روح المعانی صفحہ 320، جلد 1)

علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں۔ یہود مدینہ اور یہود خیبر کی جب عرب کے بت پرستوں سے لڑائی ہوتی تو یہ دعا مانگتے: اے اللہ ہم تجھ سے اس احمد مصطفیٰ نبی امی (ﷺ) کے وسیلہ سے سوال کرتے ہیں جس کے ظاہر کرنے کا تو نے ہم سے وعدہ کیا ہے اور اس کتاب کے واسطے و برکت سے سوال کرتے ہیں جس کو تو آخر میں نازل کرے گا یہ کہ ہم کو ہمارے دشمنوں پر فتح اور نصرت عطا فرما یہ روایت ابن عباس اور ابن مسعود اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے بالفاظ مختلفہ مروی ہے۔

استاذ الاساتذہ شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی قدس سرہ العزیز اس آیت کے فوائد میں تحریر فرماتے ہیں: قرآن کے اترنے سے پہلے جب یہودی کافروں سے مغلوب ہوتے تو اللہ سے دعا مانگتے کہ ہم کو نبی آخر الزمان اور جو کتاب ان پر نازل ہوگی ان کے طفیل سے کافروں پر غلبہ عطا فرما۔ دیکھیے، جب کہ رسول کریم ﷺ بھی اس عالم دنیا میں تشریف فرمانہ ہوئے تھے۔ اس وقت بھی اہل کتاب آپ کے وسیلہ سے دعا کر کے فتیاب ہوتے تھے۔ حق تعالیٰ نے اس واقعہ کو بیان کر کے قرآن مجید میں اس قسم کے توسل کی کہیں تردید نہیں فرمائی۔ پھر اس کے جواز میں شبہ کی گنجائش کیا ہو سکتی ہے، ہر گز نہیں۔

### (ii) حدیث شریف سے توسل کا ثبوت

ترجمہ اور فوائد نشر الطیب (مصنف حضرت حکیم الامت تھانویؒ) سے نقل کئے جاتے ہیں۔ سنن ابن ماجہ باب صلوٰۃ الحاجہ میں عثمان بن حنیف سے روایت ہے کہ:

1- ایک نابینا شخص رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ دعا کیجئے اللہ سُبحانہ و تعالیٰ مجھ کو عافیت دے۔ آپ نے فرمایا اگر تو چاہے اس کو ملتوی رکھوں اور یہ زیادہ بہتر ہے اور اگر تو چاہے تو دعا کر دوں۔ اس نے عرض کیا کہ دعا ہی کر دیجئے۔ آپ نے اس کو حکم دیا کہ وضو کرے۔ اور اچھی طرح وضو کرے اور دو رکعت پڑھے اور یہ دعا کرے۔

اے اللہ! میں آپ سے درخواست کرتا ہوں، اور آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں وسیلہ محمد (ﷺ) نبی رحمت کے۔ اے محمد (ﷺ) میں آپ کے وسیلے سے اپنی اس حاجت میں اپنے رب کی طرف متوجہ ہوا ہوں، تاکہ میری مراد پوری ہو۔ اے اللہ آپ کی شفاعت میرے حق میں قبول کیجئے۔

فائدہ: اس سے توسل صراحتاً ثابت ہوا۔ اور چونکہ آپ کا اس کے لئے دعا فرمانا کہیں منقول نہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ جس طرح توسل کسی کی دعا کا جائز ہے۔ اسی طرح توسل دعا میں کسی کی ذات کا بھی جائز ہے۔ (نشر الطیب صفحہ 248)

انجام الحاجۃ (حاشیہ ابن ماجہ) میں ہے کہ اس حدیث کو نسائی اور ترمذی نے کتاب الدعوات میں نقل کیا ہے، اور ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے، اور بیہقی نے تصحیح کی ہے اور اتنا زیادہ کیا ہے کہ وہ کھڑا ہو گیا اور بینا ہو گیا۔ (نشر الطیب صفحہ 248)

2- دوسری روایت انجام الحاجۃ میں بعد تصحیح حدیث مذکور کے کہا ہے کہ، طبرانی نے کبیر میں عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سابق الذکر سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس کسی کام کو جایا کرتا اور وہ اس کی طرف التفات نہ فرماتے۔ اس نے عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے کہا۔ انہوں نے فرمایا تو وضو کر کے مسجد میں جا اور وہی دعا پڑھ کر کہا کہ یہ پڑھ چنانچہ اس نے یہی کیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جو پھر گیا تو انہوں نے بڑی تعظیم و تکریم کی اور کام پورا کر دیا۔

(اضافی حوالہ نمبر 1:- امام منذری نے کہا کہ امام طبرانی نے یہ روایت بیان کی اور کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

2:- امام بیہقی نے اپنی مجمع الزوائد (جلد 2، حدیث 3668) میں امام طبرانی کی اس روایت کو صحیح کہا ہے۔)

فائدہ اس سے توسل ذات سے بعد الوفا بھی ثابت ہوا نشر الطیب صفحہ 248)

3- امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ فتح کی دعا کیا کرتے تھے۔ بتوسل فقراء مہاجرین کے۔ (روایت کیا اس کو شرح السنۃ میں)

فائدہ: عادۃ اہل طریق (یعنی صوفیاء) میں مقبولان الہی کے توسل سے دعا کرنا بکثرت شائع ہے۔ حدیث سے اس کا ثبوت ہوتا ہے، اور شجرہ پڑھنا جو اہل سلسلہ کے یہاں معمول ہے۔ اس کی بھی یہی حقیقت اور غرض ہے۔ الخ (الکشف صفحہ 446)

4- حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ رسول کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ مجھ کو قیامت کے روز غرباء میں ڈھونڈنا کیونکہ غرباء کی ایسی فضیلت ہے کہ تم کو رزق اور دشمنوں پر غلبہ غرباء ہی کے طفیل سے میسر ہوتا ہے روایت کیا اس کو ابوداؤد نے۔ (الکشف

صفحہ 446)

فائدہ: نمبر 3 اور 4 والی حدیثوں سے ثابت ہوا کہ مقبولان الہی کی ذوات سے بھی توسل جائز ہے۔

5- حضرت سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے خیال آیا کہ دوسرے صحابہ پر مجھے فضیلت ہے۔ اس پر آنحضرت نے فرمایا کہ اللہ سُبحانہ و تعالیٰ اس امت کی مدد فرماتا ہے اس کے کمزور بندوں اور ان کی دعاؤں و اخلاص کے طفیل (روایت کیا اس کو نسائی نے، کتاب الجہاد، باب 25، حدیث 3180) اور صحیح بخاری (حدیث 2896) کی روایت میں ہے تم کو نصرت اور رزق دیا ہی جاتا ہے کمزوروں کے طفیل۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اللہ سُبحانہ و تعالیٰ کے مقبول بندوں کی ذوات اور اعمال و اخلاص کے وسیلہ سے دعائیں جائز ہے۔ اس لئے کہ ان ضعفاء کو حق تعالیٰ نے، جب کہ رزق کے لئے تکوینی طور پر وسیلہ رزق بنایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریعی طور پر اس توسل کو قبول فرمایا تو اگر امت مرحومہ عملی طور پر اپنی دعاؤں میں ان وسائل کے توسل کو اختیار کرے تو آخر اس میں قباحت اور کونسا محذور ہوگا۔

### (iii) امام الشافعیؒ سے توسل کا ثبوت

ابو بکر بن خطیب، علی بن میمون سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے سنا کہ میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے وسیلہ سے برکت حاصل کرتا ہوں۔ ہر روز ان کی قبر پر زیارت کے لئے حاضر ہوتا ہوں۔ اور اس کے قریب اللہ سُبحانہ و تعالیٰ سے حاجت روائی کی دعا کرتا ہوں۔ اس دعا کے بعد جلد میری مراد پوری ہو جاتی ہے۔ (تاریخ خطیب صفحہ 123، جلد 1) علامہ شامی حنفی نے بھی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ردالمحتار (صفحہ 39 جلد 1) میں ذکر کیا ہے۔

### (iv) علامہ عینی، حافظ ابن حجر علامہ شوکانی اہل حدیث سے توسل کا ثبوت

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے قصہ سے بزرگوں اور اہل بیت کی ذوات سے توسل کا استحباب مستفاد ہوتا ہے۔ (عمدہ القاری جلد 3 صفحہ 437، فتح الباری جلد 2 صفحہ 399، نیل الأوطار جلد 4 صفحہ 7)

### (v) قاضی عیاض سے توسل کا ثبوت

یعنی (حضور ﷺ کے روضہ اقدس پر حاضر ہو کر)

ترجمہ: اپنی حاجتوں اور مرادوں کے پورا ہونے کیلئے آنحضرت ﷺ کی شفاعت اور وسیلہ طلب کر (شرح شفاء جلد 2 صفحہ 71)

### (vi) ملا علی قاری سے توسل کا ثبوت

ابن الملک کہتے ہیں۔ اس طرح دعا کرے اے اللہ ہمیں دشمنوں پر فتح عطا فرما اپنے بندوں، فقراء مہاجرین کے طفیل۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ صفحہ 61 جلد 5)

### (vii) علامہ سمہودی و علامہ سبکی سے توسل کا ثبوت

علامہ سمہودی نے کہا کہ علامہ سبکی کہتے ہیں کہ، رسول کریم ﷺ کے اللہ کے نزدیک جاہ و عالی مقام پر نظر کرتے ہوئے آپ کو شفع بنانا اور آپ کو وسیلہ بنانا تو بھلا کیسے جائز نہ ہوگا۔ بلکہ آپ تو آپ ہی ہیں، تمام صالحین کو وسیلہ بنانا جائز ہے۔ (وفاء الوفاء صفحہ 419 تا 422 جلد 2)

دعاء بہ ایں طور کہ "اللہ بخرمتہ نبی و ولی حاجت مرار و اکن" جائز است۔ الخ (ماہنامہ مسائل صفحہ 21)

ترجمہ: دعا اس طرح کرے، "اللہ بخرمتہ نبی و ولی میری حاجت پوری فرمائیے"، یہ جائز ہے۔

#### (ix) مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے توسل کا ثبوت

الجواب: چونکہ اب بندہ سے سوال کیا گیا ہے، تو مختصر لکھنا ضرور ہوا۔ استعانت (توسل) کے تین معنی ہیں :-

1. ایک یہ کہ حق تعالیٰ سے دعا کرے کہ بخرمتہ فلاں میرا کام کر دے یہ باتفاق جائز ہے۔ خواہ عند القبر ہو، خواہ دوسری جگہ اس میں کسی کو کلام نہیں۔

2. دوسرے یہ کہ صاحب قبر سے کہے (اللہ کا نام چھوڑ کر)، تم میرا کام کر دو، یہ شرک ہے۔ خواہ قبر کے پاس کہے، خواہ دور کہے۔

3. تیسرے یہ کہ قبر کے پاس اگر کہے کہ اے فلاں، تم میرے واسطے دعا کرو کہ حق تعالیٰ میرا کام کر دے۔ اس میں اختلاف علماء کا ہے۔ متبوز سماع موتی اس کے جواز کے مقرر ہیں۔ اور مانعین سماع منع کرتے ہیں تو اس کا فیصلہ اب کرنا محال ہے۔ مگر انبیاء علیہم السلام کے سماع میں خلاف نہیں اسی واسطے ان کو مستثنیٰ کیا ہے۔ (فتاویٰ رشید یہ صفحہ 93 جلد 1)

(اضافہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور تمام انبیاء کرام علیہ السلام اپنی قبور میں حیات ہیں، یہ عقیدہ ہے تمام اہل سنت والجماعت کا بنا کسی فرق مسلک کے)

#### (x) مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے توسل کا ثبوت

توسل بالخلق میں تفصیل یہ ہے کہ اس کی تین تفسیریں ہیں۔

1. پہلی یہ کہ خود مخلوق سے مانگنا اور مدد طلب کرنا (اس کو فاعل مستقل اعتقاد کر کے) جیسے مشرکین کی عادت تھی۔ یہ اجماعاً حرام ہے۔
2. دوسری یہ کہ کسی مخلوق سے دعا کرانا۔ یہ توسل اس مخلوق سے درست ہے جس سے دعا کرائی جاسکتی ہے۔ میت کے بارے میں کسی دلیل سے اس کا ثبوت نہیں۔ پس یہ زندہ کے ساتھ ہی مخصوص میں ہوگا۔
3. تیسری یہ کہ کسی مقبول مخلوق کی برکت سے اللہ سُبحانہ و تعالیٰ سے دعا مانگنا۔ اسے جمہور نے جائز فرمایا ہے۔

#### (xi) اکابر علماء دیوبند کے متفقہ فتویٰ سے توسل کا ثبوت

کیا وفات کے بعد جناب رسول کریم ﷺ کا توسل لینا دعاؤں میں جائز ہے یا نہیں؟

تمہارے نزدیک سلف صالحین یعنی انبیاء و صدیقین اور شہداء و اولیاء اللہ کا توسل بھی جائز ہے یا ناجائز؟

#### جواب

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعاؤں میں انبیاء و صلحا اور اولیاء و شہداء اور صدیقین کا توسل جائز ہے۔ ان کی حیات میں بھی اور بعد وفات کے بھی بایں طور کہے، "یا اللہ العظیم میں بوسیلة فلاں بزرگ کے تجھ سے دعا کی قبولیت اور حاجت براری چاہتا ہوں اسی جیسے اور کلمات

کہے۔ چنانچہ اس کی تصریح فرمائی ہے۔ ہمارے شیخ مولانا شاہ محمد اسحق دہلوی ثم المکی نے پھر مولانا رشید احمد گنگوہی نے بھی اپنے فتاویٰ میں اس کو بیان فرمایا ہے جو چھپا ہوا، آجکل لوگوں کے ہاتھوں میں موجود ہے اور یہ مسئلہ اس کی پہلی جلد کے صفحہ 93 پر مذکور ہے۔ جس کا جی چاہے، دیکھ لے۔

یہ فتویٰ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدث سہارنپوری ثم المہاجر المدنی رحمۃ اللہ علیہ کا لکھا ہوا ہے۔ اور اس کی تصدیق میں اکابر علماء دیوبند (مثل، حضرت مولانا محمد حسن صاحب حضرت مولانا حافظ محمد احمد صاحب حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب حضرت مولانا سید احمد حسین صاحب امر وہی، حضرت مولانا شاہ عبداللہ الرحیم صاحب رائے پوری حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی حضرت مولانا حکیم مسعود احمد صاحب گنگوہی حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمہم اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعہ) کے 23 دستخط ثبت ہیں نیز علماء مکہ معظمہ علماء مدینہ طیبہ علماء جامع الازہر مصر علماء دمشق و شام کے 47 تصدیقی دستخط ہیں۔ الغرض جواز تو سل کا مسئلہ تمام علماء دیوبند کے نزدیک متفق علیہ ہے۔ کسی ایک کا بھی اس میں خلاف نہیں (المہند علی المفند صفحہ 12 اور 13)

### تعمیہ

مذکورہ بالا تحریرات سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ پاکستان میں مستسبان دیوبند میں سے جو اہل علم تو سل بالاموات یا تو سل بالذوات کا مطالعہ انکار کرتے ہیں۔ بلکہ اس کو حرام یا شرک کہتے ہیں۔ وہ ہر گز ہر گز دیوبندی المسلک نہیں بلکہ اس کو بدنام کرنے والے ہیں۔

وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (سورة النور، آیت 46)

### شبہ

بعض لوگوں کو یہ شبہ ہوا ہے کہ وفات کے بعد کسی بزرگ کی ذات سے تو سل جائز نہیں۔ اس لئے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت کی وفات کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے تو سل کیا تھا۔ چنانچہ حدیث میں ہے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ قحط کے زمانہ میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے تو سل سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بارش کی دعاء کرتے اور کہتے کہ اے اللہ ہم اپنے پیغمبر ﷺ کے ذریعے سے آپ کے حضور میں تو سل کیا کرتے تھے۔ آپ ہم کو بارش عنایت کرتے تھے۔ اور اب اپنے نبی ﷺ کے چچا کے ذریعے سے آپ کے حضور میں تو سل کرتے ہیں ہم کو بارش عنایت کیجئے، سو بارش ہو جاتی تھی (صحیح بخاری حدیث 1010 اور نیل الاوطار 4/8، طبع مصر)

### پہلا جواب

غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی ذات ہی سے تو سل کیا ہے۔ ان کی دعاء یا کسی عمل صالح سے تو سل نہیں کیا۔ اگر کسی صحیح روایت سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا دعاء کرنا بھی ثابت ہو جائے تو زیادہ سے زیادہ یہ ہو گا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے گو تو سل ان کی ذات سے کیا تھا مگر انہوں نے تبرکاً دعا بھی فرمادی اس سے تو سل بالذات ثابت ہوا۔ علامہ عینی اور حافظ ابن حجر اور علامہ شوکانی کا قول سابق بھی اسی کا مؤید ہے۔

رہا یہ شبہ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بجائے رسول کریم ﷺ کی ذات اقدس کے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کیوں تو سل کیا۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مقصود اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ رسول کریم ﷺ سے تو سل کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ بلا واسطہ آپ سے تو سل کیا جائے۔ دوسرے یہ کہ آپ سے قربت حسیہ یا قرابت معنویہ رکھنے والے تعلق دار کے واسطہ سے تو سل کیا جائے۔

(اضافی نوٹ: یہاں اہل بیت کی فضیلت اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ و دیگر تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کی اہل بیت سے خاص محبت بھی ظاہر ہوتی ہے)

چنانچہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

اس حدیث سے غیر نبی کے ساتھ بھی توسل جائز نکلا جبکہ اس کو نبی سے کوئی تعلق ہو قرابت حسیہ کا یا قرابت معنویہ کا تو توسل بالنبی کی ایک صورت یہ بھی نکلی اور اہل فہم نے کہا ہے کہ اس پر متنبہ کرنے کیلئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے توسل کیا۔ نہ اس لئے کہ پیغمبر کے ساتھ وفات کے بعد توسل جائز نہ تھا جبکہ دوسری روایت سے اس کا جواز ثابت ہے۔ (نشر الطیب صفحہ 250)

دوسرا جواب

ایک شبہ یہ ہو سکتا تھا کہ شاید توسل کرنا رسول کریم ﷺ کے ساتھ مخصوص ہے۔ آپ ﷺ کے سوائے کسی اور شخص کے ساتھ توسل جائز نہیں۔ اس شبہ کے ازالہ کرنے کیلئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ توسل کیا۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ دوسرے صلحاء سے بھی توسل جائز ہے۔

چنانچہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :- مثل حدیث بالا اس سے بھی توسل کا جواز ثابت ہے، اور رسول کریم کے ساتھ تو جواز توسل ظاہر تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس قول سے یہ بتلانا تھا کہ غیر انبیاء سے بھی توسل جائز ہے تو اس سے بعض کا سمجھنا کہ اعیاء و اموات کا حکم متفاوت ہے، بلادلیل ہے۔ اول تو آپ ﷺ بہ نص حدیث قبر میں زندہ ہیں دوسرے جو علت جواز کی ہے، جب وہ مشترک ہے، تو حکم کیوں مشترک نہ ہوگا؟ (الکشف صفحہ 446) توسل مذکورہ کو استعانت پر قیاس کر کے مطلقاً ناجائز کہہ دینا، یا استعانت غیر اللہ سے مدد مانگنے کو توسل پر قیاس کر کے مطلقاً جائز کہہ دینا صحیح نہیں۔ اس لئے کہ توسل جائز بلکہ مستحسن ہے اور استعانت کی کئی صورتیں ہیں اور ہر صورت مذکورہ کا مطلقاً حکم جدا جدا ہے۔

استعانت کی پہلی اور دوسری صورت کفر و شرک ہے

(الف) کسی غیر اللہ کو فاعل مستقل اور قادر بالذات سمجھ کر مدد چاہنا

(ب) کسی کو قادر بعباء الہی مان کر مستقل بالعرض سمجھ کر مدد چاہنا۔ یعنی یہ اعتقاد کرنا کہ اللہ سُبحانہ و تعالیٰ نے اس مخلوق کو ایسی قدرت اور اختیار دیا ہے کہ جو امور طاقت بشریہ سے باہر ہیں۔ ان میں جس طرح چاہے تصرف کرے۔ اور جس کو چاہے دے اور جس کو چاہے نہ دے۔ وہ بعد عطاء الہی کے ان امور میں مستقل اور مختار ہے۔ حق تعالیٰ کے علم و ارادہ کو اب اس میں کچھ دخل نہیں۔ یہ دو صورتیں کفر اور شرک ہیں۔ مشرکین عرب بھی ملائکہ اور بتوں کے متعلق یہی عقیدہ رکھتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے: "ہم تو ان کی پرستش صرف اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہم کو اللہ کا مقرب بنادیں۔"

## استعانت کی تیسری اور چوتھی صورت حرام ہے

(الف) عقیدہ میں اس غیر کونہ مستقل بالذات سمجھے اور یہ مستقل بالعرض لیکن معاملہ اس کے ساتھ مستقل بالذات کا سا کرے۔ مثلاً اس کو یا اس کی قبر کو سجدہ کرے۔ یا اس کے نام کی نذر مانے۔

(ب) استعانت بالغیر میں اس غیر کے مستقل سمجھنے کا ابہام ہوتا ہو۔ جیسے روحانیت سے مدد مانگنا۔ اگرچہ یہ شخص مستقل نہ سمجھتا ہو۔ لیکن مشرکین چونکہ ارواح کو فاعل مستقل سمجھ کر مدد مانگتے ہیں۔ اس لئے ان کے شعار کا اظہار اور اس کی تائید ہوگی۔ یہ دو صورتیں حرام ہیں۔ بلکہ چوتھی صورت کے کفر ہونے کا قوی شبہ ہے۔

## استعانت کی پانچویں صورت مباح و جائز ہے

جو امور طاقت بشریہ کے تحت میں داخل ہوں اور کارخانہ عالم کے اسباب کے ساتھ یہ مربوط و متعلق ہوں۔ اور کسی شخص کو ان کے فاعل مستقل ہونے کا تو ہم بھی نہ ہوتا ہو۔ خواہ وہ امور عادیہ سے ہوں جیسے روٹی کی امداد سے بھوک رفع کرنا اور پانی کی امداد سے پیاس رفع کرنا اور دوا سے مرض کا علاج کرنا وغیرہ اور خواہ وہ امور شرعیہ سے ہوں جیسے دعاء اور رقیہ و تعویذ اور صبر و نماز وغیرہ یہ صورت استعانت کی جائز و مباح ہے۔ استعانت کے متعلق مزید تفصیل تفسیر عزیزی میں مطالعہ فرمائی جائے۔

# پانچواں باب مسئلہ توسل کی صحیح حیثیت

## مسئلہ توسل کی صحیح حیثیت

اس زمان طوفان بے تمیزی میں مدت سے سنا جا رہا ہے کہ ایک فریق توسل اولیاء کے بہانہ سے غیر اللہ سے ہر قسم کی امداد اور استغاثہ والتجاکا معتقد ہو رہا ہے تو دوسرا فریق ہر قسم کے توسل انبیاء و اولیاء کو شرک کہہ کر بے شمار صلحاء امت کی شان میں گستاخانہ پیش آرہا ہے۔ غرض افراط و تفریط کی گرم بازاری کی وجہ سے دونوں فریق حقیقت مسئلہ سے بالکل بے خبر ہیں۔

گئے افراط و گاہ تفریط کردند

میان نیک و بد تخیل کردند

ترجمہ: کہیں افراط ہے تو کہیں تفریط

نیک و بد میں ہو گئی تخیل

آج بعد اشتیاق حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کا ایک مختصر رسالہ اس مسئلہ کی تحقیق میں نظر سے گزرا، اصل عبارت رسالہ عربی میں ہے مگر میں چاہتا ہوں کہ اس کا ترجمہ معہ تمہید حضرت مولانا نقل کر کے عامۃ المسلمین کی خدمت میں پہنچا کر ہدیہ اجر و ذکر کا مستحق بنوں۔

اقتباس از "رسالہ تشریف"

تحریر مولانا اشرف علی تھانوی

تمہید

بعد البسملة والحمد والصلوة:- یہ ایک حدیث ہے رسالہ تشریف کی جس میں دو معرکہ الآرا مسئلوں کی ایک بدیع تحقیق ہے جو غالباً تلاش سے ملتی ہے نہ عامہ افکار کو وہاں تک رسائی ہوتی ہے ایک مسئلہ توسل جو موضوع رسالہ تشریف میں داخل ہونے کے سبب قصداً وارد کیا گیا۔ دوسرا معیار شرک اکبر و اصغر کا جو ضمناً مذکور ہوا ہے ضروری اور کثیر النفع اہل علم کے معتنی بہ ہونے کت سبب اس کو ایک مستقل رسالہ کی شکل میں بنایا گیا کہ انتفاع میں سہولت ہو، اور استقلال کی بناء پر اس کا ایک لقب بھی رکھ دیا گیا، جو عنوان میں مذکور ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو نافع اور شہادت کے لئے دافع فرمائے۔ (کتبہ اشرف علی آغاز محرم 1346 ہجری)

## دلیل ثبوت توسل

حضرت معصب بن سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے کہ ان کو یہ خیال ہو گیا کہ مجھ کو دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہ پر بوجہ ریاست کے کچھ فوقیت ہے رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "اللہ سُبحانہ و تعالیٰ کی جو نصرت اس امت کے ساتھ ہے وہ بدولت اس کے عاجزوں کے اور ان کی دعا و اخلاص ہی کے ہے" (تور و سا ان کے محتاج ہوئے نہ کہ عاجز و وسا کے)۔

(روایت کیا اس کو نسائی نے، کتاب الجہاد، باب 25، حدیث 3180)



اور یہ حدیث بخاری کے نزدیک ان الفاظ سے ہے؛ "تمہاری جو نصرت کی جاتی ہے اور تم کو جو رزق ملتا ہے۔ یہ صرف تمہارے عاجزوں کی بدولت ہے۔" (صحیح بخاری 2896)

فائدہ : یہ حدیث دو امر پر دلیل ہے ایک تو عاجزوں کی فضیلت پر اس وجہ سے تم اہل اللہ کو دیکھتے ہو کہ عاجزوں کو دوسرا مقدم رکھتے ہیں۔ اور دوسرا امر مقبولین سے توسل کا ثبوت ان کی ذات سے بھی اور ان کے اعمال ظاہر و باطن کے ساتھ بھی۔ چنانچہ اس مجموعہ پر یہ الفاظ دلالت کرتے ہیں کہ "بدولت اس کے عاجزوں کے اور ان کی دعاء و اخلاص کے"، لفظ عاجز ذات پر دال ہے اور دعوت عمل ظاہر پر اور اخلاص عمل باطن پر

### تفصیل مسئلہ توسل

اس مسئلہ میں تفصیل یہ ہے کہ توسل بالخلق کی تین تفسیریں ہیں :

#### پہلی تفسیر

پہلی تفسیر یہ ہے کہ مخلوق سے دعا کرنا اور اس سے التجا کرنا جیسا مشرکین کا طریقہ ہے، اور یہ بالاجماع حرام ہے۔ رہا یہ امر کہ شرک جلی بھی ہے یا نہیں،

#### معیار شرک جلی وغیر جلی

سو اس کا معیار یہ ہے کہ اگر یہ شخص اس مخلوق کے موثر مستقل ہونے کا معتقد ہے تب تو یہ اعتقاد شرک ہے، جیسا کہ کسی مخلوق کے لئے نماز روزہ ایسی عبادت کرنا جو خاص ہے حق تعالیٰ کے ساتھ عملاً و معاملات کے طور سے تو یہ شرک کفری ہے، نہ کہ سجدہ تحیت گو معصیت ہے استثناء اس فعل کے جو شعائر کفر ہو، جیسے سجدہ صنم اور شذ زنا اور اگر یہ شخص اس مخلوق کے موثر مستقل ہونے کا معتقد نہیں تو یہ شرک کفری نہیں بلکہ صرف معصیت ہے۔

#### حاصل معیار فرق

حاصل اس اعتقاد تاثیر و عدم اعتقاد تاثیر کے معیار کا فرق یہ ہے کہ بعض کا تو یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ اللہ سُبحَانَهُ وَتَعَالٰی نے کسی خاص مخلوق کو جو اس کا مقرب کچھ قدرت مستقل نفع و ضرر کی اس طرح سے عطا کی ہے کہ اس کا اپنے معتقد کو نفع و مخالف کو ضرر پہنچانا مشیت جزئی حق پر موقوف نہیں گو اگر روکنا چاہے تو پھر قدرت حق ہی غالب ہے جیسے سلاطین اپنے انہیں حکام کو خاص اختیارات اس طرح دے دیتے ہیں کہ ان کا اجراء سلطان اعظم کی منظوری پر موقوف نہیں ہوتا گو روکنا چاہے تو سلطان ہی کا حکم غالب رہے گا سو یہ عقیدہ تو اعتقاد تاثیر ہے اور شرک کفری ہے اور مشرکین عرب کا اپنے باطل خداؤں کے ساتھ یہ اعتقاد تھا۔ اور بعض کا یہ عقیدہ ہوا ہے کہ ایسی قدرت مستقل تو کسی مخلوق میں نہیں مگر بعض مخلوق کو قرب و قبول کا ایسا درجہ عطا ہوتا ہے کہ وہ اپنے متوسلین کے لئے سفارش کرتے ہیں پھر اس سفارش کے بعد میں تخلف کبھی نہیں ہوتا۔ اور سفارش کی تحصیل کے لئے اس کے ساتھ بلا واسطہ یا بواسطہ معاملہ مشابہ عبادت کرتے ہیں۔ یہ عقیدہ اعتقاد تاثیر نہیں ہے لیکن بلا دلیل شرعی بلکہ خلاف دلیل شرعی ایسا

عقیدہ رکھنا معصیت اعتقاد یہ ہے اور مشابہ عبادت معاملہ کرنا معصیت عملیہ ہے اور اسی مشابہت کے سبب اطلاقات شرعیہ میں اس کو مشرک کہہ دیا جاتا ہے۔

## دوسری تفسیر

دوسری تفسیر یہ ہے کہ مخلوق سے دعا کی درخواست کرنا یعنی یوں کہنا کہ آپ میرے لئے حق تعالیٰ سے دعا کیجئے۔ یہ ایسے شخص کے حق میں جائز ہے جس سے دعا کی درخواست ممکن ہے اور یہ امکان میت کے حق میں کسی دلیل سے ثابت نہیں پس یہ معنی تو تسل کے زندہ کے ساتھ خاص ہوں گے۔

## تیسری تفسیر

تیسری تفسیر یہ ہے کہ اللہ سُجَّانَہُ وَتَعَالٰی سے دعا کرنا اس مقبول مخلوق کی برکت سے اس کو جمہور نے جائز کہا ہے۔ ابن تیمیہؒ اور ان کے اتباع نے منع کیا ہے، اس خیال سے کہ کسی نے علماء میں سے اس کو ذکر نہیں کیا کہ تو تسل یا استقرار کسی نبی یا صالح کے وسیلہ سے ان کی وفات یا غیر حاضری کی حالت میں مشروع ہے جیسا کہ ان کے رسالہ زیارۃ القبور میں یہ تقریب مذکور ہے۔ اور علامہ ابن تیمیہؒ سے بہت تعجب ہے کہ خود انہوں نے اپنے رسالہ مذکورہ میں مجوزین کا قول اور ان کی دلیل بھی اس عبارت سے ذکر کی ہے کہ وہ "مجوز لوگ کہتے ہیں کہ تو تسل میں نہ مخلوق سے دعا ہے اور نہ ان سے التجا ہے لیکن اس میں صرف اس کی جاہ (مقبولیت) کے ذریعے (حق تعالیٰ سے) سوال ہے۔ جیسا کہ ابن ماجہ میں آیا ہے کہ میں ان لوگوں کے حق سے سوال کرتا ہوں جو آپ سے سوال کرتے ہیں، اور اپنے اس چلنے کی حق سے سوال کرتا ہوں (جو محض اخلاص کے ساتھ واقع ہوا ہے) اور اللہ سُجَّانَہُ وَتَعَالٰی نے اپنی ذات پر (مقبولین) کا حق قرار دیا ہے۔" اور امام ابن تیمیہؒ، اپنے قول کے ختم تک اور دور تک کہتے چلے گئے اور اس حق کے اثبات کے لئے آیات و احادیث بیان کی ہیں۔ غرض مجوزین کے دلائل خود ذکر کرتے ہیں اور ان دلائل کا کچھ جواب نہیں دیا لیکن باوجود جواب نہ دینے کے منع ہی پر جمع رہے۔

## معنی ثالث کی حقیقت

یہ ہے کہ اے اللہ فلاں بندہ یا فلاں عمل ہمارا یا فلاں بندہ کا عمل آپ کے نزدیک مقبول و پسند ہے۔ اور ہم کو اس بندے یا عمل سے تلبس و تعلق ہے۔ خواہ تو اس عمل میں ارتکاب کرنے کا اور خواہ اس بندہ یا اس کے عمل میں اس سے محبت رکھنے کا۔ اور آپ نے ایسے شخص پر رحمت فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے جس کو یہ تلبس و تعلق ہو۔ پس ہم اس رحمت موعودہ کا آپ سے سوال کرتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے اس تو تسل کی جس کے جواز پر حدیث مذکور بصراحت دال ہے۔

پس کاش مجھ کو کوئی یہ بتا دے کہ اس معنی میں کونسی خرابی نقلی یا عقلی ہے۔ البتہ اگر عوام کی دینی مصلحت کے لئے اس سے منع کیا جائے تو اور بات ہے لیکن کام مسئلہ کی تحقیق میں ہے۔ سو اس میں حق ہمارے ساتھ ہے انشاء اللہ تعالیٰ پس اس تحریر کو غنیمت سمجھو جس سے حقیقت تو تسل اور حقیقت شرک کی مکشوف ہو گئی جن میں بہت فضلاء و عقلاء متحیر رہتے ہیں۔

## چٹاباب فتاویٰ: وسیلہ وتوسل

(الف) فتویٰ نمبر: 144505101078

دارالافتاء:

جامعہ علوم اسلامیہ،

علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن،

کراچی، پاکستان

سوال: روضہ اطہر پر استغفار کے بارے میں

جواب: دارالافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں قحط والے واقعہ کی تحقیق اور حضور ﷺ سے حاجات کے لیے سفارش کروانے کا حکم

سوال:

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں بارش نہیں ہو رہی تھی تو حضرت عمر نے ایک صحابی کو حکم دیا کہ وہ روضہ رسول ﷺ پر جا کر حضور

ﷺ سے کہیں کہ اے اللہ کے رسول ﷺ آپ اپنے رب سے ہمیں بارش مانگ کر دیں اور پھر حضور ﷺ اس صحابی کے خواب میں

آئے اور کہا کہ عمر کو میرا سلام کہنا اور بارش بھی برس گئی، براہ کرم وضاحت فرمادیں کہ کیا یہ واقعہ درست ہے؟

2: اگر یہ واقعہ درست ہے تو اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ اس دنیا سے رخصت ہونے کے بعد بھی ہمارے لیے اللہ سے مانگ

سکتے ہیں تو کیا یہ بات درست ہے؟ وضاحت فرمادیں۔

جواب

1: واضح رہے کہ سائل نے جس واقعہ کا ذکر سوال میں کیا ہے، یہ واقعہ متعدد کتب حدیث، سیر اور کتب تاریخ میں موجود ہے، اور یہ واقعہ صحیح ہے

، البتہ سائل نے جو یہ لکھا ہے کہ حضرت عمر نے اس آدمی کو قبر النبی ﷺ کے پاس بھیجا تھا، تو ایسا نہیں ہے بلکہ اس آدمی نے قحط سالی کے زمانے

میں خود ہی آپ ﷺ کی قبر مبارک کے پاس آکر بارش کے لیے سفارش کروائی تھی۔

2: مذکورہ حدیث اور اس کے علاوہ بھی قرآن و احادیث سے ثابت ہے کہ کوئی بھی شخص اگر آپ ﷺ کی قبر مبارک پر آکر اپنے گناہوں کی معافی

یا اپنی کسی بھی حاجت کے لیے حضور ﷺ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا و سفارش کی درخواست کرے، تو آپ ﷺ اس کے لیے اس کی

حاجات کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا و سفارش کرتے ہیں۔

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: "اور اگر جس وقت اپنا نقصان کر بیٹھتے تھے اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتے اور رسول بھی ان

کے لیے اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتے اور ضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا اور رحمت کرنے والا پاتے۔" (بیان القرآن)

اس آیت کی تفسیر میں مفتی اعظم پاکستان مفتی شفیع عثمانیؒ معارف القرآن میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

یہ آیت اگرچہ خاص واقعہ منافقین کے بارے میں نازل ہوئی ہے، لیکن اس کے الفاظ سے ایک عام ضابطہ نکل آیا کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جائے اور آپ اس کے لئے دعا مغفرت کر دیں اس کی مغفرت ضرور ہو جائے گی اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضری جیسے آپ کی دنیوی حیات کے زمانہ میں ہو سکتی تھی اسی طرح آج بھی روضہ اقدس پر حاضری اسی حکم میں ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کو دفن کر کے فارغ ہوئے تو اس کے تین روز بعد ایک گاؤں والا آیا اور قبر شریف کے پاس آکر گر گیا اور زار و زار روتے ہوئے آیت مذکورہ کا حوالہ دے کر عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں وعدہ فرمایا ہے کہ اگر گناہ گار رسول کی خدمت میں حاضر ہو جائے اور رسول اس کے لئے دعائے مغفرت کر دیں تو مغفرت ہو جائے گی، اس لئے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ میرے لئے مغفرت کی دعا کریں اس وقت جو لوگ حاضر تھے ان کا بیان ہے کہ اس کے جواب میں روضہ اقدس کے اندر سے آواز آئی "قد غفر لک" یعنی مغفرت کر دی گئی۔ (بحر محیط) (معارف القرآن، تفسیر سورۃ النساء: 64، جلد: 2، مکتبۃ المعارف)

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے:

ترجمہ: "مالک دار جو کہ غلے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے خزانچی مقرر تھے، ان سے روایت ہے، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں لوگ قحط میں مبتلا ہو گئے، ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی قبر پر حاضر ہوئے، اور عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ اپنی امت کے لیے بارش طلب فرمائیں، کیوں کہ وہ (قحط سالی کے باعث) تباہ ہو گئی ہے، پھر خواب میں نبی کریم ﷺ اس شخص کے پاس تشریف لائے، اور فرمایا: عمر کے پاس جا کر اسے میرا سلام کہو، اور انہیں بتاؤ کہ تم سیراب کیے جاؤ گے، اور عمر سے (یہ بھی) کہہ دو کہ عقیقہ دی سے کام لیں، وہ شخص سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور انہیں خبر دی، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور فرمایا: اے اللہ میں کوتاہی نہیں کروں گا، مگر یہ کہ میں عاجز آ جاؤں۔"

حوالہ: (ماذکر فی فضل عمر بن الخطاب۔ رضی اللہ عنہ، ج: 18، ص: 30، طبع: دار کنوز اشبیلیا)

اس ہی روایت کے مزید حوالہ جات؛

- دلائل النبوة للبیہقی

(باب ماجاء فی رؤیة النبی ﷺ فی المنام، ج: 7، ص: 47، طبع: دار الکتب العلمیة)

- تاریخ دمشق لابن عساکر

(عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبد العزی.....، ج: 44، ص: 345، طبع: دار الفکر)

- الاستیعاب فی معرفة الاصحاح لابن عبد البر

(باب عمر (1878) عمر بن الخطاب۔ امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ، ج: 3، ص: 1149، طبع: دار الجیل)

- الدر المنثور

(تفسیر سورہ النساء: 64، ج: 1، ص: 570، طبع: دار الفکر)

- البحر المحیط فی التفسیر

(تفسیر سورہ النساء: 64، ج: 3، ص: 692، طبع: دار الفکر)

- امام تقی الدین سبکی اپنی کتاب شفاء السقام (ص: 358) میں لکھتے ہیں:

ترجمہ: رسول کریم ﷺ کا تو سل ہر حال میں جائز ہے، چاہے آپ ﷺ کی تخلیق سے پہلے ہو یا تخلیق کے بعد آپ کی دنیاوی حیات میں ہو یا وفات کے بعد حیات برزخی میں ہو۔

- سند احمد میں ہے ہم سے عبد الرزاق نے بیان کیا، ان سے سفیان نے بیان کیا، انہوں نے نے ایک شخص سے روایت کی جس نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ رسول ﷺ نے فرمایا "تمہارے اعمال تمہارے مرحوم اقارب اور قبیلے والوں کو دکھائے جاتے ہیں اگر وہ اچھے ہوں تو وہ وہ (مرحومین) ان پر خوش ہوتے ہیں اور اگر ایسا نہ ہو تو کہتے ہیں اے اللہ ان کو موت نہ دینا جب تک تو انھیں ہدایت نہ دے دے، جیسے تو نے ہمیں ہدایت دی۔ (سند انس بن مالک، حدیث نمبر 12683، ج 20، ص 114 طبع موسسۃ الرسالۃ)

- امام سخاوی اپنی کتاب "القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع" میں کہتے ہیں:  
"ہم یقین رکھتے ہیں اور اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اپنی قبر میں زندہ اور تندرست ہیں، اور آپ کے جسم مبارک کو زمین نے نہیں کھایا ہے۔ یہ اجماع ہے"

(الباب الرابع: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ص: 167، ط: مطبعة الانصاف)

الحاوی للفتاویٰ میں ہے:

نبی کریم ﷺ کی قبر میں حیات مبارکہ، اور تمام انبیاء علیہم السلام کی قبر میں حیات مبارکہ، ہمیں علم قطعی کے ساتھ معلوم ہے۔ ہمارے پاس اس پر دلائل موجود ہیں اور متعدد احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں۔ (انباء الأذکیاء بحیۃ الانبیاء، صفحہ: 545، طبع: رشیدیہ)  
اختلاف امت اور صراط مستقیم میں ہے:

“انبیاء کرام علیہم السلام خصوصاً آنحضرت ﷺ کے بارے میں میرا عقیدہ "حیات النبی" کا ہے اور آنحضرت ﷺ کے روضہ اقدس پر حاضر ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھنے اور شفاعت کی درخواست کا مسئلہ ہماری کتابوں میں لکھا ہے، اس لیے جس سعادت مند کو بارگاہ نبوت کے آستانہ عالیہ پر حاضری نصیب ہو وہ اگر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں دعا اور شفاعت کے لیے درخواست کرے تو میں اسے جائز بلکہ مستحسن سمجھتا ہوں۔"  
(حصہ اول، صفحات: 62/61/60، طبع: مکتبہ بینات)

فتاویٰ رشیدیہ میں ایک سوال کے جواب میں ہے:

“قبر کے پاس جا کر کہے کہ اے فلاں تم میرے واسطے دعا کرو کہ حق تعالیٰ میرا کام کر دیوے اس میں اختلاف علماء کا ہے، مجوز سماع موتی اس کے جواز کے مقرر ہیں اور مانعین سماع منع کرتے ہیں سو اس کا فیصلہ اب کرنا محال ہے، مگر انبیاء علیہم السلام کے سماع میں کسی کو خلاف نہیں اسی وجہ سے ان کو مستثنیٰ کیا ہے اور دلیل جوازیہ ہے کہ فقہاء نے بعد سلام کے وقت زیارت قبر مبارک شفاعت مغفرت کا عرض کرنا لکھا ہے پس جواز کے واسطے یہ کافی ہے۔“ (کتاب العلم، صفحہ: 152، طبع: عالمی مجلس تحفظ اسلام)

خیر الفتاویٰ میں ایک سوال کے جواب میں ہے:

“آنحضرت کے روضہ اطہر پر حاضر ہو کر یہ عرض کرنا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرے لیے دعاء مغفرت فرمادیں اور میری شفاعت فرمادیں اب بھی جائز اور مستحب ہے، اس کا انکار جمہور اہلسنت کے خلاف ہے اور اس کا انکار کیسے صحیح ہو سکتا ہے جب کہ خیر القرون سے اس کا ثبوت ہے کسی سے نکیر منقول نہیں ہے۔ رہا یہ مسئلہ کہ پیغمبر خدا ﷺ کی طرح بزرگوں کے مزارات پر جا کر دعا کرنا جائز ہے یا نہیں، تو ظاہر ہے کہ جو سماع کے قائل ہیں ان کے نزدیک ممنوعیت کی کوئی وجہ نہیں اور جو قائل نہیں ہیں ان کے نزدیک ایسے کہنے کا کوئی فائدہ نہیں، البتہ اگر لوگ اس میں غلو کرنے لگ

جائیں اور اعتماد سے ہٹ جائیں تو علی الاطلاق ممنوع بھی قرار دیا جاسکتا ہے۔ (حوالہ خیر الفتاویٰ، سوال: روضہ اطہر پر استغفار کے جوہر میں، جلد 1، صفحہ 159، طبع: امدادیہ) "فقط واللہ اعلم"

(ب) فتویٰ نمبر: 144007200278

دارالافتاء:

جامعہ علوم اسلامیہ،

علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن،

کراچی، پاکستان

سوال: کیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا مانگی جاسکتی ہے؟

جواب: توسل کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہیں:

(1) توسل بالاعمال:

یعنی اپنے کسی نیک عمل کے وسیلے سے یوں دعا کرنا کہ اے اللہ! فلاں عمل کی برکت سے میری فلاں حاجت پوری فرما۔ یہ صورت بالاتفاق و بلا اختلاف جائز ہے اور اس کی دلیل وہ مشہور اور صحیح حدیث ہے جس میں تین افراد ایک غار میں پھنس گئے تھے اور تینوں نے اپنے نیک عمل کے وسیلے سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اس مصیبت سے انہیں نجات عطا فرمائی۔

(بخاری 1 / 493 قدیمی)

(2) توسل بالذوات:

i. یعنی اللہ سے کسی نبی علیہ السلام، صحابی رضی اللہ عنہ یا کسی ولی سے اپنے تعلق کا واسطہ دے کر دعا کرنا۔ یہ صورت بھی جمہور اہل سنت والجماعت کے نزدیک جائز ہے، چنانچہ قرآن کریم کی آیت سے ثابت ہے کہ بنو قریظہ اور بنو نضیر کے یہود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے آپ کے وسیلے سے فتح و نصرت کی دعا کیا کرتے تھے۔ (حوالہ آیت: سورہ البقرہ: 89)

ii. خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فقر و مہاجرین کے توسل سے دعا فرماتے تھے۔ (مشکاۃ: 2 / 447، طبع قدیمی)

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ قحط سالی کے سال حضرت عباس رضی اللہ عنہ (جو اس وقت حیات تھے) کے وسیلے سے دعا فرماتے تھے۔

(نیل الاوطار: 4 / 8 طبع مصر)

صحیح بخاری کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ قحط کے زمانے میں حضرت عباس بن

عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے دعا فرماتے تھے۔

چنانچہ یوں کہتے تھے: اے اللہ ہم آپ سے اپنے نبی ﷺ کے وسیلے سے دعا کر کے بارش طلب کرتے تھے، اب اپنے نبی ﷺ کے چچا کے

وسیلے سے آپ سے بارش کی دعا کرتے ہیں، چنانچہ بارش ہو جاتی۔

(صحیح البخاری، کتاب العیدین، أبواب الاستسقاء، باب سؤال الناس الإمام الاستسقاء إذا قحطوا، 1/137 و کتاب المناقب، ذکر عباس بن عبد المطلب، 1/526 طبع: قدیمی)

iii. نیز رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک نابینا شخص آیا اور اس نے اپنی تکلیف کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے اسے اہتمام سے وضو کر کے دو رکعت پڑھنے کے ساتھ اپنے وسیلے سے دعا کرنے کے الفاظ تلقین فرمائے، چنانچہ اسی مجلس میں اس کی بینائی لوٹ آئی۔ (جامع ترمذی، معجم کبیر للطبرانی)

بہر حال انبیاء، اولیاء یا نیک اعمال کے توسل سے دعا کرنا جائز بلکہ اجابت دعائیں موثر ہے، دعائیں توسل کا ثبوت متعدد احادیث سے ہے۔

### مزید دلائل:

i. عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک نابینا شخص رسول کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا آپ ﷺ دعا فرما دیجئے کہ اللہ مجھے عافیت دے، آپ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو میں دعا کروں اور اگر چاہو تو صبر کیجئے رہو، کیونکہ یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر و سودمند ہے۔ اس نے کہا: دعا ہی کر دیجئے، تو آپ نے اسے حکم دیا کہ وہ وضو کرے، اور اچھی طرح سے وضو کرے اور یہ دعا پڑھ کر دعا کرے: ترجمہ "اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں اور تیرے نبی محمد ﷺ جو نبی رحمت ہیں کے وسیلے سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں، میں نے آپ ﷺ کے واسطے سے اپنی اس ضرورت میں اپنے رب کی طرف توجہ کی ہے، تو اے اللہ! میری یہ ضرورت پوری کر دے، اے اللہ تو میرے بارے میں ان کی شفاعت قبول کر۔"

(امام ترمذی کہتے ہیں، یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ حاکم نے اس روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ "اس شخص نے یہ دعا کی اور جب دعا کے بعد کھڑا ہوا تو اس بینائی واپس آگئی"، 1/313، 519، 526)

(مزید حوالہ جامع ترمذی حدیث نمبر 3578، کتاب مسنون ادعیہ)

ii. امام احمد اور دیگر نے صحیح سند کے ساتھ عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک نابینا آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے شفا دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو میں تمہارے لیے دعا کروں اور اگر تم چاہو تو اس میں تاخیر کر دوں، کیونکہ یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔

دوسری روایت میں ہے: "اور اگر تم چاہو تو صبر کرو، کیونکہ یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ اس آدمی نے عرض کیا کہ دعا ہی کر دیں۔ تب "نبی ﷺ نے اسے حکم دیا کہ وہ وضو کرے، اچھی طرح کرے، دو رکعتیں پڑھے، اور یہ دعا مانگے: "اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیرے نبی رحمت محمد ﷺ کے وسیلے سے تیری طرف رجوع کرتا ہوں، اے محمد ﷺ میں نے اپنی اس حاجت کے بارے میں آپ کے ذریعے اپنے رب کی طرف توجہ کی ہے، اے اللہ میری یہ ضرورت پوری کر دے، اے اللہ تو میرے بارے میں ان کی شفاعت قبول فرما۔" اس آدمی نے ایسا ہی کیا اور وہ شفا پا گیا۔

iii. شفاء السقام للسخی میں ہے (صفحہ: 358)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ کا توسل ہر حال میں جائز ہے، چاہے آپ ﷺ کی تخلیق سے پہلے ہوا یا تخلیق کے بعد، آپ ﷺ کی دنیاوی زندگی میں ہوا یا وفات کے بعد حیات برزخی میں ہو۔

iv. حجة اللہ البالغۃ میں ہے:

ترجمہ: دعا کے آداب میں سے یہ ہے کہ پہلے اللہ کی حمد و ستائش کی جائے، اور اللہ کے نبی کے وسیلہ سے دعا کی جائے تاکہ قبولیت کا شرف حاصل ہو، (2/6)

v. البتہ کسی نبی یا ولی سے حاجت مانگنا شرک ہے۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ کی کتاب "اختلاف امت اور صراطِ مستقیم" اور فتاویٰ بینات کی جلد 2)

- مذکورہ تفصیل کی روشنی میں آپ کے سوال کے جواب کا حاصل یہ ہوا کہ توسل بالاعمال اور توسل بالذوات دونوں علمائے دیوبند سمیت جمہور اہل سنت والجماعت کے نزدیک جائز ہیں، قرآنِ کریم و احادیثِ مبارکہ اور کتبِ فقہ میں اس کی تصریحات موجود ہیں، علمائے دیوبند کی کتاب "المہند علی المفند" میں بھی واضح طور پر یہی عقیدہ مذکور ہے، لہذا توسل کا کلی طور پر انکار یا نبی اور ولی میں فرق کرنا درست نہیں، تاہم دعا کی قبولیت کے لیے وسیلہ واجب یا ضروری نہیں، توسل کا انکار کیے بغیر بلا وسیلہ دعا مانگنا بھی جائز ہے، اور توسل والی دعا کی قبولیت کا اللہ کے ذمے لازم سمجھنا بھی درست نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم



## ساتواں باب

# وسیلہ اور توسل بالانبیاء والا ولیاء

تالیف و ترتیب: محمد جنید خان

گذشتہ تحریر وسیلہ و توسل کے موضوع پر عقیدہ اہل سنت والجماعت کی وضاحت کرتی ہے۔ اب یہ سوال کہ بارگاہ الہی میں دعا کے واسطے کس کا وسیلہ و توسل اختیار کیا جائے؟ پس مندرجہ ذیل تحریر بارگاہ الہی کے ان مقبول بندوں کے بارے میں ہے جن کا وسیلہ اور توسل اختیار کیا جاتا ہے۔

### انعام یافتہ انسانوں کی چار جماعتیں

اللہ سُبحانہ و تعالیٰ اور اس کے نبی برحق ﷺ نے اہل ایمان میں سے انعام یافتہ انسانوں کی چار جماعتیں بتلائی ہیں جو کہ انبیاء علیہم السلام، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں، نیز سورۃ الفاتحہ میں " صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ " (ان لوگوں کا راستہ جن پر آپ نے انعام کیا ہے) کہہ کر انہی کے راستے پر چلنے کی دعا مانگنے کی تلقین کی گئی ہے۔ مزید تفصیل مندرجہ ذیل فتویٰ میں بیان ہوئی ہے۔

(ب) فتویٰ نمبر: 144502102380

دارالافتاء:

جامعہ علوم اسلامیہ،

علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن،

کراچی، پاکستان

سورۃ النساء میں صدیقین شہداء اور صالحین سے کون لوگ مراد ہیں؟

سوال: انبیاء صدیقین شہداء اور صالحین جن پر اللہ پاک نے اپنا انعام فرمایا ہے جیسا قرآن میں ہے، ان میں صدیقین اور صالحین کون ہیں؟ اور شہداء سے مراد مراد ہے؟

کیا صرف وہ جو نبی سبیل اللہ شہید ہوئے ہوں وہ مراد ہیں یا حکماً جو شہید ہوں جیسے ڈوب کر انتقال ہو گیا یا پیٹ میں درد سے مر گیا وغیرہ وہ بھی شامل ہیں؟

جواب:

اللہ سُبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے:

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ اور رسول کی اطاعت کریں گے تو وہ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے، یعنی انبیاء صدیقین اور صالحین اور وہ کتنے اچھے ساتھی ہیں۔ (سورۃ النساء آیت 69، آسان ترجمہ قرآن، مفتی محمد تقی عثمانی)

اللہ سُبحانہ و تعالیٰ نے ان آیات مبارکہ میں چار ایسی جماعتوں کا ذکر کیا ہے جن پر اللہ سُبحانہ و تعالیٰ نے خصوصی انعام و اکرام فرمایا اور ان چاروں جماعتوں کو ساری کائنات کے لیے قد و درہنما بنایا ہے۔ مفسرین کرام نے ان چاروں جماعتوں کی درج ذیل الفاظ و تعبیرات سے تعریف و تشریح کی ہے:

## (1) انبیاء علیہم السلام

انبیاء علیہم السلام وہ منتخب انسان ہوتے ہیں جن کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آتی ہے، انبیاء کرام علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں اور ان کے ذریعے اللہ سُبحانہ و تعالیٰ انسانوں کو ہدایت پہنچاتا ہے۔

## (2) صدیقین

صدیقین سے کون سے لوگ مراد ہیں؟

### i. پہلی تفسیر

علامہ فخر الدین الرازیؒ نے مفتاح الغیب میں یہ فرمائی کہ "صدیق اسے کہتے ہیں، جو پورے کے پورے دین کی من و عن بغیر کسی شک و شبہ اور قلبی خلجان کے تصدیق کرے اور اسے مان لے۔"

### ii. دوسری تفسیر

نبی کریم ﷺ کے کبار صحابہ کرام و اہل بیت رضی اللہ عنہم جنہوں نے سب سے پہلے کی تصدیق کی، آپ پر ایمان لائے اور اسلام قبول کیا۔

### iii. تیسری تفسیر

صدیق ہر دور میں ہوتے ہیں لیکن صدیقیوں میں سب سے بڑے صدیق حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھی ابتداء میں ایمان لانے والوں میں سے ہیں۔

### iv. معارف القرآن میں صدیق کی تعریف یہ کی ہے

"دوسرا درجہ صدیقین کا ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جو معرفت میں انبیاء علیہم السلام کے قریب ہیں۔"

## (3) شہداء

شہداء سے کیا مراد ہے؟

### i. پہلی تفسیر

شہید اسے کہتے ہیں جو اپنی جان کو اللہ کے دین کے لیے قربان کرنے والے ہیں۔

### ii. دوسری تفسیر

اس سے مراد ہر وہ شخص ہے، جو اللہ سُبحانہ و تعالیٰ کے دین کے برحق ہونے کی گواہی کبھی تو زبان کے ذریعے دلیل و برہان سے دے، اور کبھی حسب موقع تیر و تلوار کے ذریعے میدان جنگ میں اپنی بہادری کے جوہر دکھا کر دے رہا ہو، مفسرین کی تصریح کے مطابق اس آیت میں "شہداء" سے مراد دونوں قسم کے لوگ مراد ہیں، چاہے وہ فی سبیل اللہ شہید ہوئے ہوں یا احادیث کی روشنی میں جن کو اخروی احکامات کے اعتبار سے شہید کہا گیا

ہو، جس میں ڈوب کر انتقال کرنے والا، پیٹ کی بیماری میں مر جانے والا وغیرہ وغیرہ سب شامل ہیں، جیسا کہ علامہ رازی نے اس کی تصریح فرمائی ہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ اللہ سُبحانہ و تعالیٰ کے دین کے تحفظ، دفاع اور نصرت کے لیے جو شخص اپنے جان و مال کی قربانی دیتے ہوئے میدان جہاد میں شہید ہو اس کی فضیلت زیادہ بلند ہوگی، اس کے مقابلے میں جو طاعون یا پیٹ کے درد وغیرہ میں یا چھت سے گر کر مر جائے لیکن ہر شہید کو ہر فضیلت حاصل ہو، یہ ضروری بھی نہیں ہے، اور اس کا دعویٰ بھی نہیں کیا جاسکتا، آخرت کے احکام اور اجر و ثواب کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینا چاہیے۔

#### (4) صالحین

i. صالحین سے کیا مراد ہے؟

علامہ رازیؒ نے تفسیر کبیر میں صالح کی تعریف یہ کی ہے کہ وہ شخص جو اپنے عقائد و اعمال کے لحاظ سے درستگی پر (یعنی اس کا عقیدہ اور عمل ٹھیک) ہو۔

#### ii. تفسیر عثمانی

تفسیر عثمانی میں اس کی تشریح یوں کی ہے کہ صالح اور نیک بخت وہ کہ جن کی طبعیت نیکی ہی پر پیدا ہوئی ہے، اور بری باتوں سے اپنے نفس اور بدن کی اصلاح اور صفائی کر چکے ہیں۔

#### نتیجہ:

تفسیر عثمانی میں ہے: "نبی وہ ہیں جن پر اللہ سُبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے وحی آئے یعنی فرشتہ ظاہر میں آکر پیغام کہہ جائے اور صدیق وہ کہ جو پیغام اور حکم اللہ سُبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے پیغمبروں کو آنے ان کا دل آپ ہی اس پر گواہی دے اور بلا دلیل اس کی تصدیق کرے اور شہید وہ کہ پیغمبروں کے حکم پر جان دینے کو حاضر ہیں اور صالح اور نیک بخت وہ کہ جن کی طبعیت نیکی ہی پر پیدا ہوئی ہے اور بری باتوں سے اپنے نفس اور بدن کی اصلاح اور صفائی کر چکے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ یہ چار قسمیں مذکورہ جو امت کے باقی افراد سے افضل ہیں ان کے ماسوا جو مسلمان ہیں اور درجہ میں ان کے برابر نہیں لیکن اللہ سُبحانہ و تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی فرمانبرداری میں مشغول ہیں وہ لوگ بھی انہیں کی شمار اور ذیل میں لئے جائیں گے اور ان حضرات کی رفاقت بہت ہی خوبی اور فضیلت کی بات ہے۔ اس کو کوئی حقیر نہ سمجھے۔"

#### اختتام

پس، نبی کریم ﷺ، تمام انبیاء کرام علیہم السلام، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں جن کے قرب اور توسل سے ہم "صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ" کو پاسکتے ہیں، اور اپنی حاجات اور دعاؤں کی بارگاہ الہی میں قبولیت کے لیے ان کا وسیلہ اور توسل اختیار کر سکتے ہیں۔